احادیث

کی تبویب پہلے اور بعد میں

ناسخ و منسوخ کا مسئلہ

عبدالغفار ذہبی صاحب کے اصول

کا جائزہ

از قلم:۔

ابو خبیب محمد حذیفہ

فہرست

صفحہ	عنوان	نمبر
۳	احادیث کی تبویب پہلے اور بعد میں	۱
۳	ناسخ و منسوخ کے بارے میں	۲
۴	نسخ کی تعریف	۳
۶	ناسخ و منسوخ بڑا دقیق فن ہے	۴
۸	ناسخ و منسوخ کی پہچان کے ذرائع	۵
۸	نص کے ذریعے پہچان و مثال	۶
۹-۱۰	صحابی کے قول کے ذریعے پہچان و مثال	۷
۱۱	تاریخ کے ذریعے پہچان و مثال	۸
۱۳	حنفیہ سے ایک زبردست مثال	۹
۱۴	اجماع سے ذریعے پہچان و مثال	۱۰
۱۴	مثال ثانی	۱۱
۱۶	نسخ کی شرائط	۱۲
۱۷	ابواب پہلے اور بعد پر دعویٰ نسخ	۱۳
۱۷	عبد الغفار ذہبی صاحب کا دعویٰ	۱۴

فہرست

صفحہ	عنوان	نمبر
۱۸	عبد الغفار ذہبی صاحب کی پہلی دلیل کا جائزہ	۱۵
۱۹	عبد الغفار ذہبی صاحب کی دوسری دلیل کا جائزہ	۱۶
۲۱	احمد بن محمد بن صلت بن مغلس الحمانی کذاب ہے	۱۷
۲۵	عبد الغفار ذہبی صاحب کی تیسری دلیل کا جائزہ	۱۸
۲۶	امام نووی رحمہ اللہ کے قول کا تحقیقی جائزہ	۱۹
	امام ابو عبداللہ الأبی المالکی رحمہ اللہ کا امام نووی	۲۰
۲۷	رحمہ اللہ پر نقد	
	امام ابو عبداللہ الأبی المالکی رحمہ اللہ کے نقد پر	۲۱
۲۷	امام محمد الأمین الأرمی الشافعی کی تائید	
۲۸-۲۹	امام نووی رحمہ اللہ کا قول شاذ ثابت ہوا	۲۲

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الأمین، وعلی آلہ وأصحابہ ومن تبعھم بإحسان إلی یوم الدین، أما بعد:

محدثین عظام رحمہم اللہ احادیث کی کتب میں احادیث کو ذکر کرنے سے پہلے ان کے ابواب ذکر کرتے ہیں اس کے بعد ان ابواب کے تحت احادیث کو لاتے ہیں، اس پر بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ محدثین عظام رحمہم اللہ کا عام قاعدہ ہے کہ پہلے وہ ایسے ابواب ذکر کرتے ہیں جس میں منسوخ احادیث کو ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد ایسے ابواب ذکر کرتے ہیں جس میں وہ ناسخ احادیث ذکر کرتے ہیں، جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری قول و فعل ہوتا ہے، لیکن یہ بات محل نظر ہے، کیونکہ اس بے بنیاد قاعدے کی وجہ سے جو احادیث منسوخ بھی نہیں ہوتی انہیں بعض لوگ مذہب کے تعصب میں منسوخ احادیث قرار دے دیتے ہیں، خاص طور پر فاتحہ خلف الامام اور رفع الیدین جیسے نماز کے اہم رکن کے مسئلہ میں، سب سے پہلے تو ہم ناسخ اور منسوخ کے بارے میں سمجھتے ہیں۔

دو ایسی صحیح احادیث جو ایک دوسرے کے خلاف ہوں جن میں تطبیق ممکن نا ہو لیکن نص یا تاریخ سے ایک کا پہلے ہونا اور دوسرے کا بعد میں ہونا ثابت ہو جائے تو اس کو ناسخ اور منسوخ کہتے ہیں۔
پہلے کے قول و عمل کو منسوخ اور بعد کے قول و عمل کو ناسخ کہتے ہیں۔

حافظ احمد بن علی بن محمد ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۸۵۲ ھ] فرماتے ہیں:
"وإن لم يُمْكن الجمع فلا يخلو: إمّا أن يُعْرَف التاريخ، أو لا، فإنْ عُرِفَ وثَبَتَ المتأخر به، أو بأصرح منه فهو الناسخ، والآخَرُ المنسوخ."

"اگر دو حدیثوں میں تطبیق ممکن نہ ہو تو پھر دو صورتوں میں سے ایک ہوگی۔ یا تو تاریخ کا پتہ ہوگا یا تاریخ معلوم نہ ہوگی۔ اگر تاریخ معلوم ہو اور ایک دوسرے سے متاخر ہونا ثابت ہو جائے یا ایک زیادہ صریح ہو تو متاخر اور زیادہ صریح ناسخ ہو گی اور مقدم و غیر صریح منسوخ۔"

[نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر لابن حجر: ۹۳/۱، بتحقیق: عبد اللہ بن ضیف اللہ الرحیلی، طبع: المدینۃ المنورۃ، الطبعۃ الثانیۃ]

○ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ناسخ و منسوخ احادیث کی تعریف بیان کردی، والحمد للہ۔ مزید نسخ کی تعریف ملاحظہ کریں:

۱). امام ابوبکر محمد بن موسی الحازمی الہمذانی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۵۸۴ ھ] لکھتے ہیں:

"إنه رفع الحكم بعد ثبوة."

"حکم (شرعی) کا اپنے ثبوت کے بعد اُٹھ جانا۔"

[الاعتبار الناسخ والمنسوخ فی الحدیث للحازمی: ۱۲۳/۱، بتحقیق: احمد طنطاوی جوہری مسدد، طبع: دار ابن حزم]

۲). امام فخر الدین محمد بن عمر بن الحسین الرازی الأصولی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۶۰۶ ھ] لکھتے ہیں:

"النسخ طريق شرعي يدل على أن مثل الحكم الذي كان ثابتا بطريق شرعي لا يوجد بعد ذلك مع تراخيه عنه على وجلولاه ل كان ثابتا."

"ناسخ ایسی دلیل شرعی ہے جو دلالت کرے کہ حکم کی مثال جو دلیل شرعی سے ثابت ہو اور اس سے متاخر ہو اس کے بعد کوئی اور (نیا) حکم نہ ہو اور اس طرح ہو کہ اگر وہ (بعد والا) حکم نہ آئے تو پہلے والا (حکم) ثابت ہے۔"

[المحصول فی علم إصول الفقہ للرازی: ۲۵۸/۳، بتحقیق: الدکتور طہ جابر فیاض العلوانی، طبع: مؤسسۃ الرسالۃ]

۳). امام ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمٰن الشہرزوری ابن صلاح رحمہ اللہ [المتوفی:- ۶۴۳ ھ] فرماتے ہیں:

"وَهُوَ عِبَارَةٌ عَنْ رَفْعِ الشَّارِعِ حُكْمًا مِنْهُ مُتَقَدِّمًا بِحُكْمٍ مِنْهُ مُتَأَخِّرٍ."

"نسخ عبارت ہے شارع کے متاخر حکم سے متقدم حکم کو ختم کرنے سے۔"
[علوم الحدیث لابن الصلاح (المعروف مقدمۃ ابن الصلاح): ۱/۲۷۷، بتحقیق: نور الدین عتر، طبع: دار فکر-دمشق]

۴). علامہ ابو عمرو عثمان بن عمر النحوی ابن حاجب رحمہ اللہ [المتوفی:- ۶۴۶ ھ] فرماتے ہیں:

"رَفْعُ الْحُكْمِ الشَّرْعِيِّ بِدَلِيلٍ شَرْعِيٍّ مُتَأَخِّرٍ."

"(نسخ) ایک حکم شرعی کا دوسری شرعی دلیل سے اُٹھ جانا ہے جو اس سے متاخر ہو۔"
[مختصر فی الاصول لابن حاجب: ۱/۹۷۰، بتحقیق: الدکتور نذیر حمادو، طبع: دار ابن حزم]

۵). حافظ احمد بن علی بن محمد ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۸۵۲ ھ] فرماتے ہیں:

"والنَّسْخُ: رَفْعُ تَعلُّقِ حُكْمٍ شرعيٍّ بدليلٍ شرعيٍّ متأخرٍ عنه."

"ایک حکم شرعی کے تعلق کو متاخر شرعی دلیل سے اُٹھا دینا نسخ کہلائے گا۔"
[نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر لابن حجر: ۱/۹۴، بتحقیق: عبد اللہ بن ضیف اللہ الرحیلی، طبع: المدینۃ المنورۃ، الطبعۃ الثانیۃ]

○ معلوم ہوا کہ سابقہ شرعی حکم کہ ختم ہو جانے کے بعد جو حکم ہو وہ نسخ کہلاتا ہے، اس کی تعریف ہم نے اصولیین سے بھی پیش کردی ہے، کیونکہ:

امام ابو الفداء اسماعیل بن کثیر القرشی الدمشقی (المعروف ابن کثیر) رحمہ اللہ [المتوفی:- ٧٧٤ ھ] فرماتے ہیں:
"وَهٰذَا الْفَنُّ لَيْسَ مِنْ خَصَائِصِ هٰذَا الْكِتَابِ، بَلْ هُوَ بِأُصُولِ الْفِقْهِ أَشْبَهُ."

"یہ فن (ناسخ و منسوخ) اس کتاب (علوم الحدیث) کی خصوصیات میں سے نہیں ہے بلکہ یہ اصول فقہ سے زیادہ مشابہ ہے۔"
[اختصار علوم الحدیث لابن کثیر: ١/٢٦٣، بتحقیق: الدکتور ماہر یاسین الفحل، طبع: دار المیمان للنشر والتوزیع]

ناسخ و منسوخ کی پہچان کے لیے کچھ ذرائع ہیں جن کے ذریعے ناسخ و منسوخ کی پہچان ہوتی ہے، سب سے پہلے تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ فن بڑا ہی دقیق ہے اور اس میں کلام بھی ماہرین فن ہی کرتے ہیں، چنانچہ:

امام ابوبکر محمد بن موسی الحازمی الہمدانی رحمہ اللہ [المتوفی:- ٥٨٤ ھ] فرماتے ہیں:
"مَعْرِفَتُهُ مِنْ نَاسِخِ حَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْسُوخِهِ، إِذْ هُوَ عِلْمٌ جَلِيلٌ ذُو غَوْرٍ وَغُمُوضٍ، دَارَتْ فِيهِ الرُّؤُوسُ، وَتَاهَتْ فِي الْكَشْفِ عَنْ مَكْنُونِهِ النُّفُوسُ، وَقَدْ تَوَهَّمَ بَعْضُ مَنْ لَمْ يَحْظَ مِنْ مَعْرِفَةِ الْآثَارِ إِلَّا بِآثَارٍ، وَلَمْ يُحَصِّلْ مِنْ طَرَائِقِ الْأَخْبَارِ إِلَّا أَخْبَارًا، أَنَّ الْخَطْبَ فِيهِ جَلِيلٌ يَسِيرٌ، وَالْمَحْصُولَ مِنْهُ قَلِيلٌ غَيْرُ كَثِيرٍ. وَمَنْ أَمْعَنَ النَّظَرَ فِي اخْتِلَافِ الصَّحَابَةِ فِي الْأَحْكَامِ الْمَنْقُولَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ."

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں ناسخ و منسوخ کا علم جلیل القدر، غور و فکر کا طالب اور دقیق ہے۔ اس کی تہہ تک پہنچنے اور اس کے اسرار سے پردہ اُٹھانے کے لیے انسانی اذہان و نفوس چکرا جاتے ہیں اور یہ علم روایات میں احکام کے فہم کی راہ میں توہمات کو دور کرنے کا راستہ کرتا ہے۔ اور اس علم سے استفادہ کرنے والے

قلیل ہیں اور بھی بہت قلیل لوگ ہیں جن کی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام منتقل کرنے پر گہری نظر ہے۔"
[الاعتبار الناسخ والمنسوخ فی الحدیث للحازمی: ۱۱۳/۱، بتحقیق: احمد طنطاوی جوہری مسدد، طبع: دار ابن حزم]

امام ابوبکر محمد بن موسیٰ الحازمی الہمدانی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۵۸۴ ھ] مزید فرماتے ہیں:
"هَذَا الْفَنُّ مِنْ تَتِمَّاتِ الِاجْتِهَادِ; إِذِ الرُّكْنُ الْأَعْظَمُ فِي بَابِ الِاجْتِهَادِ مَعْرِفَةُ النَّقْلِ، وَمِنْ فَوَائِدِ النَّقْلِ مَعْرِفَةُ النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوخِ، إِذِ الْخَطْبُ فِي ظَوَاهِرِ الْأَخْبَارِ يَسِيرٌ، وَتَجَشُّمُ كُلَفِهَا غَيْرُ عَسِيرٍ. وَإِنَّمَا الْإِشْكَالُ فِي كَيْفِيَّةِ اسْتِنْبَاطِ الْأَحْكَامِ مِنْ خَفَايَا النُّصُوصِ، وَمِنَ التَّحْقِيقِ فِيهَا مَعْرِفَةُ أَوَّلِ الْأَمْرَيْنِ وَآخِرِهِمَا، إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْمَعَانِي."

"یہ فن اجتہاد کے تتمات میں سے ہے، کیونکہ یہ فن اور اجتہاد کے باب اور روایات کے نقل کرنے کی معرفت میں رکن اعظم ہے۔ علم ناسخ و منسوخ کے فوائد میں سے ہے اس سے روایات کے ظاہری احکام کو مشکل ابحاث سے نکال کر سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ یہ اشکالات وہ ہیں جن میں احکام کے استنباط جن پر نصوص کا ظاہر دلالت نہ کرے اور تحقیق کے ساتھ ان روایات میں سے مقدم و مؤخر کو واضح کیا جائے۔"
[الاعتبار الناسخ والمنسوخ فی الحدیث للحازمی: ۱۱۶/۱، بتحقیق: احمد طنطاوی جوہری مسدد، طبع: دار ابن حزم]

امام ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۶۷۱ ھ] فرماتے ہیں:
"مَعْرِفَةُ هَذَا الْبَابِ أَكِيدَةٌ وَفَائِدَتُهُ عَظِيمَةٌ، لَا يَسْتَغْنِي عَنْ مَعْرِفَتِهِ الْعُلَمَاءُ، وَلَا يُنْكِرُهُ إِلَّا الْجَهَلَةُ الْأَغْبِيَاءُ، لِمَا يَتَرَتَّبُ عَلَيْهِ مِنَ النَّوَازِلِ فِي الْأَحْكَامِ، وَمَعْرِفَةِ الْحَلَالِ مِنَ الْحَرَامِ."

"اس باب (ناسخ و منسوخ) کی معرفت ایک بڑے فائدے کو لازم کرتی ہے اس کی معرفت سے علماء مستغنی نہیں ہو سکتے اور اس کا انکار صرف جاہل اور غبی کرتے ہیں کیونکہ اس ہی علم کی بنیاد پر احکامات مرتب ہوتے ہیں اور حلال و حرام کا پتا چلتا ہے۔"

[الجامع للأحکام القرآن للقرطبیؒ: ۳۰۰/۲، بتحقیق: الدکتور عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی، طبع: مؤسسۃ الرسالۃ]

اس کی پہچان کئی طریقوں سے ہوتی ہے ۴ طریقے مشہور ہیں، جیسا کہ امثال پیش خدمت ہیں:

(۱). نص کے ذریعے پہچان:-

امام ابوبکر محمد بن موسیٰ الحازمی الہمذانی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۵۸۴ ھ] فرماتے ہیں:

"أَنْ يَكُونَ لَفْظُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصَرِّحًا بِهِ."

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظوں سے اس کی تصریح ہو جائے۔"

[الاعتبار الناسخ والمنسوخ فی الحدیث للحازمی: ۱۲۸/۱، بتحقیق: احمد طنطاوی جوہری مسدد، طبع: دار ابن حزم]

مثال:-

امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیساپوری رحمہ اللہ [المتوفی:- ۲۶۱ ھ] نے کہا:

"حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي سِنَانٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى عَنْ ضِرَارِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ أَبُو سِنَانٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثٍ فَأَمْسِكُوا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ النَّبِيذِ إِلَّا فِي سِقَاءٍ فَاشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا."

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے (پہلے) تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، (اب) تم زیارت کر لیا کرو اور میں نے (پہلے) تم کو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا، (اب) تمہارا جب تک کے لئے جی چاہے قربانی کا گوشت رکھو۔ اور میں نے تم کو مشک کے علاوہ (ہر قسم کے برتن میں) نبیذ پینے سے منع کیا تھا، اب تم ہر طرح کے برتنوں میں پیو اور نشہ آور چیز نہ پیو۔"
[صحیح مسلم: ۲۹۱/۱، رقم: ۹۷۷، بتحقیق: رائد بن صبری ابن ابی علفة، طبع: دار الحضارة للنشر والتوزیع]

○ احادیث میں نسخ کا یہ ذریعہ سب سے زیادہ صریح ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں خود تصریح کر رہے ہیں، اس صحیح احادیث سے تین مسئلوں میں ناسخ و منسوخ کی پہچان ہوئی۔

۱). شریعت میں پہلے قبروں کی زیارت سے منع کیا گیا تھا لیکن بعد میں اس کی اجازت دے دی گئی۔

۲). شریعت میں پہلے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا گیا تھا لیکن بعد میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا جب تک جی چاہے اُسے رکھو۔

۳). شریعت میں پہلے مشک کے علاوہ ہر برتن میں نبیذ پینے سے منع کی گئی تھی لیکن بعد میں ہر برتن میں پینے کی اجازت دے دی گئی۔

معلوم ہوا کہ واضح نص کے ذریعے سے ناسخ و منسوخ کی پہچان ہو جاتی ہے، والحمد للہ۔

(۲). صحابی کے قول کے ذریعے پہچان:-

امام ابوبکر محمد بن موسی الحازمی الہمذانی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۵۸۴ ھ] فرماتے ہیں:

"أَوْ يَكُونَ لَفْظُ الصَّحَابِيِّ نَاطِقًا بِهِ."

"یا صحابی کے اپنے لفظ سے اس (نسخ) کی تصریح ہو جائے۔"
[الاعتبار الناسخ والمنسوخ فی الحدیث للحازمی: ۱۲۸/۱، بتحقیق: احمد طنطاوی جوہری مسعد، طبع: دار ابن حزم]

امام ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن الشہرزوری ابن صلاح رحمہ اللہ [المتوفی:- ۶۴۳ ھ] فرماتے ہیں:

"وَمِنْهَا مَا يُعْرَفُ بِقَوْلِ الصَّحَابِيِّ."

"اور وہ جسے صحابی کے قول سے پہچانا جائے۔"

[علوم الحدیث لابن الصلاح (المعروف مقدمۃ ابن الصلاح): ۱/۷۷، بتحقیق: نور الدین عتر، طبع: دار الفکر۔دمشق]

امثال:-

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث بن اسحاق السجستانی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۲۷۵ ھ] نے کہا:

"حدَّثنا مُوسَى بْنُ سَهْلٍ أَبُو عِمْرَانَ الرَّمْلِيُّ، حدَّثنا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ، حدَّثنا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ."

"سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ پر پکی چیزوں کے استعمال سے وضو کرنا چھوڑ دیا تھا۔"

[سنن ابی داود: ۱/۳۰، رقم: ۱۹۲، بتحقیق: رائد بن صبری ابن ابی علفۃ، طبع: دار الحضارۃ للنشر والتوزیع، وسندہ صحیح]

امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیساپوری رحمہ اللہ [المتوفی:- ۲۶۱ ھ] نے کہا:

"حدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حدَّثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حدَّثنا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ مَسْعُودَ بْنَ الْحَكَمِ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَقُمْنَا وَقَعَدَ فَقَعَدْنَا يَعْنِي فِي الْجَنَازَةِ."

"سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ کھڑے ہوئے تو ہم بھی کھڑے ہوئے اور آپ بیٹھنے لگے تو ہم بھی بیٹھنے لگے، یعنی جنازے میں۔"
[صحیح مسلم: ۲۸۸/۱، رقم: ۹۶۲، بتحقیق: رائد بن صبری ابن ابی علفہ، طبع: دار الحضارۃ للنشر والتوزیع]

○ ان دو صحیح روایات سے معلوم ہوا کہ صحابی رسول بھی شریعت کے احکامات میں نسخ کی تصریح کر دیتے ہیں جیسے کہ پہلی روایت میں سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل کی تصریح فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ پر پکی ہوئی چیزوں کو کھانے کے بعد وضوء کرنا چھوڑ دیا تھا یعنی پہلے کرتے تھے وہ منسوخ ہو گیا۔

اسی طرح دوسری روایت میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے تصریح فرمائی کہ پہلے جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہونے والا عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا تھا اسی کو دیکھ کر ہم نے بھی اُسے چھوڑ دیا تھا، والحمد للہ۔

(۳). تاریخ کے ذریعے پہچان:-

امام ابوبکر محمد بن موسی الحازمی الھمذانی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۵۸۴ ھ] فرماتے ہیں:
"أَنْ يَكُونَ التَّارِيخُ مَعْلُومًا."

"نسخ کی تاریخ معلوم ہو۔"
[الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ فی الحدیث للحازمی: ۱۲۸/۱، بتحقیق: احمد طنطاوی جوہری مسعود، طبع: دار ابن حزم]

مثال:-

امام ابو الفداء اسماعیل بن کثیر القرشی الدمشقی (المعروف ابن کثیر) رحمہ اللہ [المتوفی:- ۷۷۴ ھ] فرماتے ہیں:

"وقد يعرف ذلك بالتأريخ وعلم السيرة، وهو من أكبر العون على ذلك، كما سلكه الشافعي في حديث: "أفطر الحاجم والمحجوم" وذلك قبل الفتح، في شأن جعفر بن أبي طالب، وقد قتل بمؤتة، قبل الفتح بأشهر، وقول ابن عباس: "احتجم وهو صائم محرم"، وإنما أسلم ابن عباس مع أبيه في الفتح."

"ناسخ کا علم تاریخ اور سیرت سے بھی ہوتا ہے۔ یہ اس سلسلے میں بہت زیادہ مؤید ہے جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ (افطر الحاجم والمحجوم) سینگی لگانے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ گیا۔ (سنن ابوداؤد: ۲۳۶۷#، صحیح) والی حدیث کے بارے میں مسلک اختیار کیا ہے یہ حدیث فتح مکہ کے موقع پر سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔ وہ فتح مکہ سے چند مہینے پہلے مؤتہ میں (جنگ کرتے ہوئے) شہید ہو گئے تھے اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ والی روایت (احتجم وھو صائم محرم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگھی لگوائی اور آپ حالت حرام میں روزہ دار تھے۔ (سنن ابن ماجہ: ۱۶۸۲#)
سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے والد عباس بن عبدالمطب رضی اللہ عنہ کے ساتھ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے۔"
[اختصار علوم الحدیث لابن کثیر: ۱/۲۶۳-۲۶۴، بتحقیق: الدکتور ماہر یاسین الفحل، طبع: دار المیمان للنشر والتوزیع]

نوٹ:- الشیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے سنن ابن ماجہ حدیث نمبر: ۱۶۸۲# کو اس کے شواھد کے ساتھ "ضعیف" کہا ہے، (دیکھیں: اختصار علوم الحدیث مترجم، صفحہ: ۱۰۹) لیکن شیخ رحمہ اللہ نے صحیح بخاری حدیث نمبر: ۱۹۳۸# کو بھی ذکر کردیا ہے، جس میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ.) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام میں اور روزے کی حالت میں پچھنا لگوایا۔
ثابت ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فتح مکہ کے موقع پر مسلماں ہونے والے صحابی ہیں جو حالت روزہ میں پچھنے لگانے والی احادیث ذکر کر رہے ہیں اور پچھنے لگانے سے

روزہ ٹوٹنے والی حدیث فتح مکہ سے پہلے کی ہے جو کہ منسوخ ہے۔ یہی تحقیق ہے، والحمد للہ۔

امام ابو عیسی محمد بن عیسی بن سورۃ بن موسی الترمذی رحمہ اللہ [المتوفی:- ٢٧٩ ھ] فرماتے ہیں:

"هٰكذا كان قولُ الشافعيِّ ببغدادَ، وأما بمصرَ فمال إلى الرُّخْصة ولم يرَ بالحجامة للصائم بأسًا، واحتجَّ بأنَّ النبيَّ صلَّى اللّٰهُ عليه وسلَّم احتجم في حجَّة الوداع وهو مُحرمٌ صائمٌ."

"بغداد میں امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی قول تھا کہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ مصر میں وہ رخصت کی طرف مائل ہو گئے تھے اور روزہ دار کے پچھنا لگوانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں احرام کی حالت میں پچھنا لگوایا تھا۔"

[سنن الترمذی: ١٧٥/١، تحت رقم: ٧٧٤، تحقیق: رائد بن صبری ابن ابی علفۃ، طبع: دار الحضارۃ للنشر والتوزیع]

○ معلوم ہوا کہ نسخ جاننے کا ایک ذریعہ تاریخ کا معلوم کرنا بھی ہے، جیسا کہ آپ نے پچھلے سطور میں پڑھا ہے، والحمد للہ۔
لیکن اس میں اور بھی تفصیل ہے۔

حنفیہ سے ایک زبردست مثال:-

علامہ ابو الحسن الحنفی (المعروف سندھی) [المتوفی:- ١١٣٨ ھ] لکھتے ہیں:

"وأمَّا قولُ من قال إنَّ ذلك الحديث ناسخٌ رفعَ غيرِ تكبيرة الافتتاح فهو قولٌ بلا دليل بل لو فُرض في الباب نسخٌ فيكون الأمرُ بعكس ما قالوا أولى مما قالوا فإن مالك بن الحويرث ووائل بن حجر من رواة الرفع ممن صلى مع النبي - صلَّى اللّٰهُ عليه وسلَّم - آخر عمره فروايتهما الرفع عند الركوع والرفع منه دليل على تأخُّر الرفع وبطلان دعوى نسخه فإن كان هناك نسخٌ فينبغي أن يكون المنسوخ ترك الرفع."

"جنہوں نے لکھا ہے کہ ابن مسعود رضی للہ عنہ کی حدیث تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع اسیدین کی ناسخ ہے۔ تو یہ قول بلا دلیل ہے اور اگر نسخ فرض کر لیا جائے تو پھر اس کے اُلٹ ہوگا یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہوگی۔ کیونکہ مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ اور وائل ابن حجر رضی للہ عنہ جو رفع اسیدین کے راوی ہیں وہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زندگی میں مسلمان ہوکر آئے تھے اس لیے ان کی رفع اسیدین کی حدیث اس پر دلیل ہے کہ رفع الیدین آنخضرت صلی للہ علیہ وسلم کا آخری فعل ہے اور اس کے منسوخ ہونے کا دعوی باطل ہے اور اگر ماننا ہی ہے تو پھر ترک رفع منسوخ ہو سکتا ہے۔"

[حاشیۃ اسندی علی سنن ابن ماجہ لمحمد بن عبد الہادی السندی، ۲۶۸/۱ تحت رقم: ۸۵۹#، خرج احادیث: الشیخ خلیل مأمون شیحا، طبع: دار المعرفۃ-بیروت لبنان]

(۴). اجماع کے ذریعے پہچان:-

امام محمد بن علی الشوکانی رحمہ للہ [المتوفی:- ۵۸۴ھ] لکھتے ہیں:

"إجْماعُ الصَّحابة على أنَّ هذا ناسخٌ، وهذا منْسُوخٌ"

"صحابہ کا اجماع یہ ناسخ اور وہ منسوخ ہے۔"

[إرشاد الفحول للشوکانی: ۸۳۴/۲، بتحقیق: ابو حفص سامی بن العربی الاثری، طبع: دار الفضیلۃ]

اس کی مثال رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت سے پہلے یوم عاشورہ کے روزہ کی فرضیت ہے جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے تب یوم عاشورہ کی روزے کی فرضیت ساقط ہوگئی، اس میں اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں ہے، والحمد للہ۔

مثال ثانی:-

امام ابو عیسی محمد بن عیسی بن سورۃ بن موسی الترمذی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۲۷۹ھ] نے کہا:

"حدَّثنا أحمدُ بنُ منيعٍ، حدَّثنا عبدُ اللَّه بنُ الْمُبَارك، أخبرنا يونسُ بنُ يزيد، عنْ الزُّهْريِّ، عنْ سهلِ بنِ سعْدٍ، عنْ أُبيِّ بنِ كعْبٍ، قال: إنَّما كان الْماءُ منَ الْماءِ رُخْصةً في أوَّلِ الْإسْلام، ثُمَّ نُهي عنْها."

"سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صرف منی (نکلنے) پر غسل واجب ہوتا ہے، یہ رخصت ابتدائے اسلام میں تھی، پھر اس سے روک دیا گیا۔"
[سنن الترمذی: ۱/۳۳، رقم: ۱۱۰، بتحقیق: رائد بن صبری ابن ابی علفۃ، طبع: دار الحضارۃ للنشر والتوزیع، حدیث صحیح]

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ الترمذی رحمہ اللہ [المتوفی ۔ ۲۷۹ ھ] فرماتے ہیں:
"وإنَّما كان الْماءُ من الْماءِ في أوَّلِ الْإسْلام، ثُمَّ نُسخ بعْد ذلك، وهكذا روى غيرُ واحدٍ من أصْحاب النَّبيِّ صلَّى اللَّهُ عليْه وسلَّم، منْهم أُبيُّ بنُ كعْبٍ، ورافعُ بنُ خديجٍ، والْعملُ على هذا عنْد أكْثر أهْل الْعلْم على أنَّه إذا جامع الرَّجُلُ امْرأتهُ في الْفرْج وجب عليْهما الْغُسْلُ وإنْ لمْ يُنْزلا."

"صرف منی نکلنے ہی کی صورت میں غسل واجب ہوتا ہے، یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا، بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا، اسی طرح صحابہ کرام میں سے کئی لوگوں سے جن میں سیدنا ابی بن کعب اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں، مروی ہے، اور اسی پر اکثر اہل علم کا عمل ہے، کہ جب آدمی اپنی بیوی کی (شرمگاہ) میں جماع کرے تو دونوں (میاں بیوی) پر غسل واجب ہو جائے گا اگرچہ ان دونوں کو انزال نہ ہوا ہو۔"
[سنن الترمذی: ۱/۳۴، تحت رقم: ۱۱۱، بتحقیق: رائد بن صبری ابن ابی علفۃ، طبع: دار الحضارۃ للنشر والتوزیع]

○ معلوم ہوا کہ صرف منی نکلنے سے وضوء ٹوٹنے والی بات ابتدائی اسلام میں تھی بعد میں شرم گاہ کی شرم گاہ کو چھونے پر غسل کی فرضیت واجب ہو گئی جس کی صراحت

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کی ہے
اسی پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل رہا ہے، والحمد للہ۔
سی کی بابت آئمہ محدثین نے ہمیں قاعدہ دیا ہے، ملاحظہ کریں:

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث بن اسحاق السجستانی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۲۷۵ھ] فرماتے ہیں:

"إِذَا تَنَازَعَ الْخَبَرَانِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُظِرَ إِلَى مَا عَمِلَ بِهِ أَصْحَابُهُ مِنْ بَعْدِهِ"

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی دو حدیثوں میں تعارض ہو، تو وہ عمل دیکھا جائے گا جو آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کے بعد کیا ہو۔"

[سنن ابي داود: ۱/۹۴، ۹۵، تحت رقم: ۷۲۰، بتحقیق: رائد بن صبری ابن ابی علفة، طبع: دار الحضارة للنشر والتوزیع]

○ معلوم ہوا احادیث میں نسخ کی پہچان ان ذرائع سے کی جاتی ہے، والحمد للہ۔
اسی طرح دعوی نسخ سے پہلے کچھ شرائط ہیں، ان شرائط پر ہی نسخ کا دعوی کیا جاتا ہے ورنہ بے بنیاد نسخ کا دعوی باطل ہوتا ہے۔

شرائط:-

۱). پہلے کا حکم جس سے نسخ ثابت کیا جارہا ہو وہ کسی مخصوص زمانے یا مخصوص چیز کے ساتھ مقید نہ ہو۔ کیونکہ اس میں جمع ممکن ہے۔

۲). اسی طرح نسخ کا حکم منسوخ والے حکم کا حقیقی بدل ہو ایسا نہ ہو کہ ظاہر سے دھوکا کھا کر نسخ کا دعویٰ کر دیا جائے۔

۳). اسی طرح ناسخ حکم اور منسوخ حکم صحت میں برابر ہوں۔ یعنی کہ دو معارض روایت میں ایسا نہ ہو کہ جسے منسوخ قرار دیا جارہا ہو وہ صحیح ثابت ہو اور جسے ناسخ قرار دیا جا رہا ہو وہ ضعیف اور مردود ہو ثابت ہی نا ہو، تو اس طرح دعوی نسخ مردود ہوگا۔

۴). اسی طرح ناسخ اور منسوخ کی دلیلیں ایک ہی قسم سے ہوں۔ جیسا کہ قربانی کے گوشت کے بارے میں مذکورہ بالا سطور میں درج ہے۔
۵). اسی طرح ناسخ اور منسوخ کی روایات میں جمع ممکن نہ ہو، جب جمع ممکن ہوگی تو دونوں کو الگ الگ زمانوں یا مخصوص چیزوں کے ساتھ عمل کر لیا جائے گا اور ایک دوسرے سے ناسخ اور منسوخ کا دعویٰ باطل ہو جائے گا۔
۶). اسی طرح نسخ احتمال سے واقع نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے دلیلِ محکم ہوتی ہے.

یہ میں نے نسخ کی جو بنیادی شرط ہیں وہ اختصار سے درج کر دی ہیں، اسی طرح اور بھی بہت شرائط ہیں اور اس میں بڑی تفصیل ہے۔

اب ہم آتے ہیں اس موضوع پر کہ محدثین نے جو پہلے اور بعد میں ابواب درج کیے ہیں کیا وہ ناسخ اور منسوخ ہونے کی دلیل ہے؟

دیوبندیوں کے مشہور عالم ابو سہیل عبد الغفار بن حاجی غلام محمد فاروقی ذہبی صاحب [المتوفی:- ۱۴۴۳ھ] اپنی کتاب میں اصول نمبر ۱۳ کے تحت لکھتے ہیں:
"فقہاء و محدثین ابواب میں پہلے عموماً منسوخ بعد میں ناسخ حدیث لاتے ہیں۔"
[جزء ترک رفع الیدین لعبد الغفار ذہبی: ۱/۵۵، طبع: لامین کیڈمی]

○ ناظرین عبد الغفار ذہبی صاحب کا دعویٰ تو آپ نے پڑھ لیا ہوگا لیکن یہ دعویٰ مردود ہے، جن بنیادوں پر عبد غفار ذہبی صاحب نے یہ دعویٰ کر رکھا ہے، ہم ان کا تحقیقی جائزہ پیش کرتے ہیں۔
س دعوے کے تحت عبد اغفار ذہبی صاحب جو پہلی دلیل پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے:

قال الإمام الحافظ المحدث ابن شهاب الزهری المدنی رحمه اللّٰه [المتوفی:- ۱۲٤ ھ] کان القوم (ای الصحابه والتابعین) یرون أن الآخر من فعل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم هو الناسخ الأول. (تاریخ ابی زرعۃ ص ۳۱۷)

"امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ (صحابہؓ و تابعینؒ کی) قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو پہلے (فعل کا) ناسخ سمجھتی تھی۔"
[جزء ترک رفع ایدین لعبد الغفار ذہبی: ۱/۵۵، طبع: الامین اکیڈمی]

حافظ الامام ابو زرعہ عبد الرحمن بن عمرو بن عبداللہ بن صفوان الدمشقی رحمہ اللہ [المتوفی: ۲۸۱ ھ] نے کہا:
"حدثنا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ قال: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: كَانَ الْقَوْمُ يَرَوْنَ أَنَّ الْآخِرَ مِنْ فِعْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم هو النَّاسِخُ لِلْأَوَّلِ."
[تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی: ۱/۳۱۷-۳۱۸، رقم: ۱۷۷۷، حواشیہ: خلیل المنصور، طبع: دار الکتب العلمیۃ-بیروت لبنان، وسندہ ضعیف]

○ یہاں پر عبد الغفار ذہبی صاحب نے امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ کے اس قول سے کیا ثابت کرنا چاہا؟ جبکہ امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ کے اس قول کے متن میں ایک ناسخ و منسوخ کی عام سی تعریف ہے کہ خیر القرون کی قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو پہلے فعل کا ناسخ سمجھتی تھی، یہ قاعدہ ہی ناسخ و منسوخ کا ہے جیسا کہ ہم ناسخ و منسوخ کی تعریف میں ذکر کر آئے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل ناسخ ہے، اس سے کیا عبد الغفار ذہبی صاحب محدثین کے پہلے اور بعد میں ابواب وضع کرنے پر قیاس کر رہے ہیں؟ لیکن نسخ تو احتمال سے نہیں ثابت ہوتا ہے جبکہ نسخ کے لیے جو شرائط اور ذرائع ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے۔

حافظ احمد بن علی بن محمد ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۸۵۲ ھ] نے ایک حدیث پر نسخ کے دعوے کی تردید یوں فرمائی:

"وأما دعوى النسخ فمردودة لأن النسخ لا يصار إليه بالاحتمال ولا سيما مع إمكان الجمع."

"اور پس دعوی نسخ تو مردود ہے کیونکہ نسخ کی طرف احتمال نہیں ہوتا خاص طور پر جب جمع ممکن ہو۔"
[فتح الباری بشرح صحیح البخاری لابن حجر: ۲۴۲/۱۰-۲۴۳، طبع: المکتبۃ السلفیۃ]

لیکن یہاں پر تو امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ کا یہ قول ثابت بھی نہیں ہے، سند میں محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ مدلس ہیں اور وہ امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ سے بغیر سماع کی صراحت سے روایت کر رہے ہیں۔

بطور فائدہ عرض ہے کہ عبد الغفار ذہبی صاحب کے اکابرین فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں امام محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ کو کذاب کہتے ہیں، کیا عبد الغفار ذہبی صاحب، (بقول اکابرین) کذابین سے اصول اخذ کرتے ہیں؟
اگر اس قول کو کوئی صحیح مانتا بھی ہے تو ناسخ و منسوخ کا عام قاعدہ ہے یہاں پر محدثین کے ابواب پر عمومی قیاس کرنا باطل ہے۔

اسی طرح عبد الغفار ذہبی صاحب نے اپنے من گھڑت قاعدے کو ثابت کرنے کے لیے دوسری دلیل پیش کی ملاحظہ کریں:

"قال الإمام الحافظ المحدث الحسن بن صالح كان ابو حنيفة شديد الفحص عن النّاسخ من الحديث والمنسوخ فيعمل بالْحديث إذا ثبت عنْده عن النَّبي صلى الله عليْه وسلم وعن أصْحابه وكان عارفًا بحديث أهل الْكوفة وفقه أهل الْكوفة شديد الاتّباع لما كان عليْه النَّاس ببلده وقال كان يقول إن

لكتاب الله ناسخا ومنسوخا وإن للْحديث ناسخا ومنسوخا وكان حافظًا لفعل رسُول اللّه صلى اللّه عليْه وسلم الْأخير الّذي قبض عليْه ممًا وصل إلَى أهل بلَده. (اخبار إبي حنيفة: ج ا، ص ٦٧)."

"امام حسن بن صالح رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ ناسخ و منسوخ حدیث کی مضبوط چھان بین کرنے والے تھے اور عمل کرتے تھے اس حدیث پر جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ور صحبہ سے ثابت ہوتی تھی اور اہل کوفہ کی حدیث کو پہچننے والے تھے اور فقہ (حدیث) میں اہل کوفہ کی مضبوطی سے اتباع کرتے تھے اس لیے کے ان کے شہر کے لوگ (فقہاء محدثین) اس پر تھے ور (امام ابوحنیفہ) رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس آخری فعل کے حافظ تھے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس میں سے جو (احادیث) ان کے شہر والوں کو پہنچی۔"
[جزء ترک رفع الیدین لعبد الغفار ذہبی: ۱/۵۵-۵۶، طبع: لائین اکیڈمی]

امام القاضی ابو عبداللہ حسین بن علی اصیمری [المتوفی - ۴۳۶ ھ] نے کہا:
"أخبرنا عبد الله بن مُحمّد قال حدثنا مكرم قال ثنا احْمد قال ثنا احْمد بن عبد الله ابن يونُس قل ثنا الْحسن بن صالح قال كان ابو حنيفة شديد الفحص عن النّاسخ من الحديث والمنسوخ فيعْمل بالْحديث إذا ثبت عنْده عن النَّبي صلى الله عليْه وسلم وعن أصْحابه وكان عارفًا بحديث أهل الْكُوفة وفقه أهل الْكُوفة شديد الاتِّباع لما كان عليْه النّاس ببلده وقال كان يقُول إن لكتاب اللّه ناسخا ومنسوخا وإن للْحديث ناسخا ومنسوخا وكان حافظًا لفعل رسُول اللّه صلى اللّه عليْه وسلم الْأخير الّذي قبض عليْه ممًا وصل إلى أهل بلده."
[اخبار إبي حنيفة واصحابه للصيمری: ۱/۲۵، طبع: عالم الكتب، وسنده موضوع]

○ یہاں پر بھی عبد الغفار ذہبی صاحب کے اصول کی کوئی صراحت نہیں ہے، امام ابو عبداللہ حسن بن صالح بن حی بن مسلم (الحسن بن صالح الثوری الھمذانی) رحمہ اللہ

[المتوفی:- ۱۶۹ ھ] سے منسوب امام ابو حنیفہ کا اصول ثابت ہی نہیں ہے بلکہ جھوٹ ہے، جھوٹ کا پلندا ہے، من گھڑت ہے۔

اس کی سند میں مکرم بن احمد کا استاذ احمد بن محمد بن صلت بن مغلس الحمانی (احمد بن عطیہ) کذاب وضاع راوی ہے۔ جو امام ابو حنیفہ کے جھوٹے فضائل و حکایت کو گھڑنے والا ہے چنانچہ امام ابو حنیفہ کے فضائل پر خاص جرح مفسر ملاحظہ کریں:

۱). امام ابوبکر احمد بن علی بن ثابت المعروف خطیب بغدادی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۴۶۳ ھ] نے کہا:

"حدَّثني أَبو الْقَاسم الأَزهريُّ، قال: سئل أَبو الْحسن عليّ بْن عُمر الدَّارقُطْنيّ، وأنا أسمع عنْ جمع مكرم بْن أَحْمد فضائل أَبي حنيفة، فقال: موضوع كله كذب، وضعه أَحْمد بْن المغلس الحماني."

"امام ابو الحسن علی بن عمر بن احمد الدارقطنی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۳۸۵ ھ] سے سوال کیا گیا میں نے سنا ہے مکرم بن احمد نے فضائل ابو حنیفہ کو جمع کیا ہے، تو انہوں (امام دارقطنی رحمہ اللہ) نے فرمایا: سب کا سب جھوٹ و من گھڑت ہے جس کو احمد بن مغلس (احمد بن عطیہ) نے گھڑا ہے۔"

[تاریخ مدینۃ السلام المعروف تاریخ بغداد: ۳۴۲/۵، تحت رقم: ۲۱۶۶، بتحقیق: الدکتور بشار عواد معروف، طبع: دار الغرب الاسلامی، وسندہ صحیح]

۲). امام ابوبکر احمد بن علی بن ثابت المعروف خطیب بغدادی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۴۶۳ ھ] نے کہا:

"أَخْبرنا الْقاضي أَبو عبْد اللَّه الْحسيْن بْن عليّ الصيمري، قال: أَخْبرنا عبْد اللَّه بْن مُحمد الحلواني، قال: حدَّثنا مكرم بْن أَحْمد، قال: حدثنا أَحْمد بْن مُحمَّد يعْني الحماني، قال: حدَّثنا مُحمَّد بْن المثنى صاحب بشر بْن الحارث، قال: سمعْتُ ابْن عُيينة، قال: العلماء: ابْن عباس في زمنه،

والشعبي في زمانه، وأبُو حنيفة في زمانه، والثوري في زمانه.'

اس کے بعد امام ابو بکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"قلت ذكر أبي حنيفة في هذه الحكاية زيادة من الحماني، والمحفوظ، ما أخبرناه علي بن مُحَمَّد بن عَبْد اللَّه الْمُقْرِئ الحذاء، قال: أَخْبَرنَا أَحْمَدُ بن جعفر بن سلم الْخُتُلِّيّ، قال حدَّثنا أَبُو بكْر أَحْمَد بْن مُحَمَّد بن عبْد الخالق، قال: حدَّثنا أَبُو بكْر المروزي، قال: حدَّثني مُحَمَّد بْن أَبي مُحَمَّد، عنْ سُفْيان بْن عُيَيْنة، قَالَ علماء الأزمنة ثلاثة: ابْن عباس في زمانه، والشعبي في زمانه، وسفيان الثوري في زمانه"

"میں کہتا ہوں: (اپنے زمانے کے علماء میں) ابو حنیفہ کی زیادتی حمانی (احمد بن عطیہ) کی طرف سے ہے اور محفوظ وہ ہے۔۔۔ لخ"
[تاریخ مدینۃ السلام المعروف تاریخ بغداد: ۳۴۰/۵-۳۴۱، تحت رقم: ۲۱۶۶، بتحقیق: الدکتور بشار عواد معروف، طبع: دار الغرب الإسلامی]

○ اس کے بعد امام ابو بکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ محفوظ والی روایت درج کی امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کے حوالے سے جس کی عربی عبارات پچھلے سطور میں ہے، جس میں ابو حنیفہ کا ذکر نہیں ہے۔
امام ابو بکر خطیب بغدادی رحمہ للہ نے بھی احمد بن محمد بن صلت بن مغلس لحمانی (احمد بن عطیہ) کے وضع ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے، والحمد للہ۔

۳). امام ابو عبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۷۴۸ ھ] فرماتے ہیں:
'وفي تاريخ نيسبور للحاكم: قال: حدثني أبو محمد عبد الرحمن بن حمد العماري، عن محمد بن محمد بن عزيز التاجر، عن محمد بن أحمد الشعيثي، عن إسمعيل بن محمد الضرير، قال: حدثنا أحمد بن الصلت

الحماني، حدثنا محمد بن سماعة، عن أبي يوسف، عن أبي حنيفة، قال: حججت مع أبي ولي ثمان عشرة سنة، فمررنا بحلقة، فإذا رجل، فقلت: من هذا؟ قالوا: عبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدي رضي الله عنه.
قلت: هذا كذب، فابن جزء مات بمصر ولأبي حنيفة ست سنين."

"امام حاکم رحمہ اللہ کی لکھی ہوئی تاریخ نیشاپور میں اس راوی (احمد بن صلت) کے حوالے سے ابوحنیفہ کا یہ قول منقول ہے: میں نے اپنے والد کا ساتھ حج کیا اس وقت میری عمر اٹھارہ سال تھی، ہمارا گزر ایک حلقہ کے پاس سے ہوا وہاں ایک صاحب موجود تھے میں نے دریافت کیا: یہ کون صاحب ہیں؟ تو لوگوں نے بتایا (یہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت عبداللہ بن حارث زبیدی رضی اللہ عنہ ہیں۔
(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں: یہ روایت جھوٹی ہے کیونکہ اُن صحابی کی وفات مصر میں ہوئی تھی اور اس وقت ابو حنیفہ کی عمر چھ سال تھی۔"
[میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذھبی: ۱/۱۴۱، رقم: ۵۵۵، بتحقیق: علی محمد البجاوی، طبع: دار المعرفة-بیروت لبنان]

○ ان جروح مفسر کے بعد کوئی چیز نہیں بچتی جس سے ایسے کذابین کی باتوں سے احتجاج کیا جائے، بلکہ اصول بنائیں جائیں۔

احمد بن محمد بن صلت بن مغلس الحمانی (احمد بن عطیہ) مزید جروحات ملاحظہ کریں:

۱). امام ابو حاتم محمد بن حبان البستی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۳۵۴ ھ] فرماتے ہیں:
"أحمد بن محمد بن الصلت أبو العباس، من أهل بغداد، يروي عن العراقيين، كان يضع الحديث عليهم."

"احمد بن محمد بن صلت ابو العباس، اہل بغداد میں سے ہے، وہ عراقیوں سے روایت کرتا تھا، اور ان پر احادیث گھڑتا تھا۔"
[المجروحین من المحدثین لابن حبان: ۱/۱۶۸، تحت رقم: ۸۷، بتحقیق: حمدی عبد المجید السلفی، طبع: دار الصمیعی للنشر والتوزیع]

۲). امام ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۳۶۵ ھ] فرماتے ہیں:

"وما رأيت في الكذابين أقل حياء."

"میں نے جھوٹے لوگوں میں اتنا بے حیا اور کوئی نہیں دیکھا۔"

[لکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی: ۲۰۲/۱، تحت رقم: ۲۱۶۶، بتحقیق: لجنۃ من المختصین باشراف الناشر، طبع: دار الفکر]

۳).امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیساپوری رحمہ اللہ [المتوفی:- ۴۰۵ ھ] فرماتے ہیں:

"أحمد بن محمد بن الصلت أبو العباس الحماني من أهل العراق روى عن القعنبي ومسدد وإسماعيل بن أبي أويس وبشر بن الوليد أحاديث وضعها وقد وضع المتون أيضا مع كذبه في لقي هؤلاء."

"احمد بن محمد بن صلت ابو العباس الحمانی اہل عراق میں سے تھا. اس نے قعنبی، مسدد، اسماعیل بن ابی ویس اور بشر بن الولید سے حدیث بیان کیں، جنہیں اُس نے گھڑا تھا، اُس نے ان سے ملاقات کے جھوٹ کے علاوہ روایات کے متن بھی گھڑے۔"

[المدخل الی الصحیح للحاکم: ۱۲۱/۱، تحت رقم: ۱۹، بتحقیق: ربیع بن ہادی عمیر المدخلی، طبع: مؤسسۃ الرسالۃ]

۴). حافظ محمد بن طاہر بن القیسرانی المقدسی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۵۰۷ ھ] ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

"رواه أحمد بن محمد بن الصلت أبو العباس البغدادي.

وأحمد هذا يضع الحديث على الثقات."

"اس کو احمد بن محمد بن صلت ابو العباس بغدادی نے روایت کیا ہے۔

اور احمد (بن صلت) یہ ثقہ راویوں پر حدیثیں گھڑتا تھا۔"

[تذکرۃ الحفاظ للقیسرانی: ۲۸۸/۱، تحت حدیث ۷۱۸، بتحقیق: حمدی عبد المجید السلفی، طبع: دار الصمیعی للنشر والتوزیع]

۵). امام ابو عبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۷۴۸ ھ] فرماتے ہیں:

"كذاب وضاع فلذا يدلسه بعضهم فيقول: حدثنا أحمد بن عطية. وبعضهم أحمد بن الصلت."

"یہ کذاب (جھوٹا) ہے احادیث کو گھڑتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض نے تدلیس کرتے ہوئے اس کا نام احمد بن عطیہ بیان کیا ہے۔
جبکہ بعض نے احمد بن صلت بیان کیا ہے۔"
[میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذھبی: ۱/۱۴۰، رقم: ۵۵۵، بتحقیق: علی محمد البجاوی، طبع: دار المعرفۃ-بیروت لبنان]

○ معلوم ہوا کہ عبد الغفار ذہبی صاحب کے من گھڑت قاعدہ ان کے امام سے بھی ثابت نہیں ہو سکا بالفرض اگر ثابت بھی ہو جاتا تو اس کے متن میں بس یہی ہے کہ ابو حنیفہ ناسخ و منسوخ کا علم رکھتے تھے۔ لیکن یہ پوری حکایت ہی جھوٹ کا پلندا ہے۔

اسی طرح عبد الغفار ذہبی صاحب نے اپنے من گھڑت قاعدے کو ثابت کرنے کے لیے تیسری دلیل پیش کی، جو کہ ان کی سب سے مضبوط اور ان کی نظر میں سب سے محکم دلیل ہے وہ امام نووی رحمہ اللہ کا خطا پر مبنی قول ہے لیکن عبد الغفار ذہبی صاحب کی نظر میں گویا قول رسول ہو، (نعوذ باللہ من ذلک) عبد الغفار ذہبی صاحب نے اپنی پوری زندگی میں اس باطل قاعدے کو جہاں جہاں بیان کیا ہے وہاں وہاں امام نووی رحمہ اللہ کا یہ خطا پر مبنی قول پیش کیا ہے، ملاحظہ کریں:

"قال الامام الحافظ المحدث ابو زکریا النووی رحمہ اللہ [لمتوفی:- ٦٧٦ ھ] [باب الوضوء مما مست النار] ذَكَرَ مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللَّهُ تعالى في هذا الْبَاب الْأَحَادِيث الْوَارِدَة بِالْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّت النَّارُ ثُمَّ عَقَّبَهَا بِالْأَحَادِيث الْوَارِدَة

بِتَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَكَأَنَّهُ يُشِيرُ إِلَى أَنَّ الْوُضُوءَ مَنْسُوخٌ وَهٰذِهِ عَادَةُ مُسْلِمٍ وَغَيْرِهِ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ يَذْكُرُونَ الْأَحَادِيثَ الَّتِي يَرَوْنَهَا مَنْسُوخَةً ثُمَّ يُعَقِّبُونَهَا بِالنَّاسِخِ. (شرح مسلم للنووی: ج ا، ص ١٥٦)."

"امام ابو زکریا نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: [باب الوضوء مما مست النار] میں امام مسلم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ایسی احادیث کو جو وارد ہوئی ہیں آگ پر پکی ہوئی چیز پر وضوء (واجب ہے) پھر اس کے بعد ان احادیث کو ذکر کیا جن میں آگ سے پکی ہوئی چیز کو ترک وضوء وارد ہوا ہے گویا کو اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ وضوء (واجب) والی روایات منسوخ ہیں یہی امام مسلم رحمہ اللہ اور دیگر محدثین کی عموماً عادت ہے کہ وہ ان احادیث کو پہلے ذکر کرتے ہیں جو منسوخ ہوں پھر اس کے بعد ناسخ احادیث کو ذکر کرتے ہیں۔"

[جزء ترک رفع الیدین لعبد الغفار ذہبی: ١/٥٦، طبع: الامین اکیڈمی]

امام محی الدین ابو زکریا یحیٰی بن شرف النووی رحمہ اللہ [المتوفی:- ٦٧٦ ھ] فرماتے ہیں:

"ذَكَرَ مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى فِي هٰذَا الْبَابِ الْأَحَادِيثَ الْوَارِدَةَ بِالْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ ثُمَّ عَقَّبَهَا بِالْأَحَادِيثِ الْوَارِدَةِ بِتَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَكَأَنَّهُ يُشِيرُ إِلَى أَنَّ الْوُضُوءَ مَنْسُوخٌ وَهٰذِهِ عَادَةُ مُسْلِمٍ وَغَيْرِهِ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ يَذْكُرُونَ الْأَحَادِيثَ الَّتِي يَرَوْنَهَا مَنْسُوخَةً ثُمَّ يُعَقِّبُونَهَا بِالنَّاسِخِ."

[المنہاج فی شرح صحیح مسلم بن الحجاج للنووی: ٣/٣٢١، قبل رقم: ٣٥١، طبع: بیت الافکار الدولیۃ للنشر والتوزیع]

○ اولاً یہاں پر امام نووی رحمہ اللہ امام مسلم رحمہ اللہ کی عادت کو بیان کر رہے ہیں ناکہ کوئی قاعدہ بتا رہے ہیں، لیکن یہ بات بھی امام نووی رحمہ اللہ کی بعد کے محدثین نے نہیں قبول کی بلکہ اس کا رد کیا، کیونکہ اصول حدیث کی کسی کتاب میں ایسا قاعدہ بیان نہیں ہوا ہے خود امام نووی رحمہ اللہ کے رسائل میں جو مستقل اصول

حدیث پر لکھے گئے ہیں اس میں ناسخ و منسوخ کے باب میں ایسا قاعدہ مذکور نہیں ہے، اس کے مقابلے میں امام نووی رحمہ اللہ کے اس خطا پر مبنی قاعدے کا رد کر دیا گیا، والحمد للہ۔

ملاحظہ کریں:

امام ابو عبد اللہ محمد بن خلفة الوشتاتی الابّی المالکی رحمہ اللہ [المتوفی:- ۸۲۸ ھ] نے بھی صحیح مسلم کی ایک شرح لکھی ہے جس میں آپ رحمہ اللہ نے امام نووی رحمہ اللہ کا یہ قول کا ذکر کیا:

"قال النواوي: ذِكْرُ الإمام مسلم هذه الأحاديث المذكورة في هذا الباب عَقِيبَ الباب الأول يُشير إلى أنها ناسخة وهي عادته وعادة غيره من المحدثين يُقدِّمون ما يرونه منسوخًا ثم يُعْقِبُونه بالناسخ."

"امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام مسلم رحمہ اللہ کا ان مذکورہ احادیث کو اس باب میں لانا پچھلے باب کے بعد یہ اشارہ کرتا ہے کہ یہ سب ناسخ ہیں اور ان کی یہ عادت ہے اور ان کے علاوہ بھی دیگر محدثین کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ پہلے بیان کرتے ہیں جن کو وہ منسوخ سمجھتے ہیں پھر اس کے بعد وہ ناسخ کا ذکر کرتے ہیں۔"

امام نووی رحمہ اللہ کے اس خطا پر مبنی قول پر تبصرہ کرتے ہوئے امام محمد بن خلفة الابّی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"قال الأبي: النسخ إنما يكون بضبط التاريخ وليس في مسلم ذكر التاريخ، ولكن في الموطإ أن ترك الوضوء من ذلك كان بحُنين وهي متأخرة وكذا حديث جابر كان آخر الأمرين من رسول الله صلى الله عليه وسلم ترك الوضوء مما مسته النار، وفي الترمذي ناظر ابن عباس أبا هريرة في المسئلة فقال ابن عباس: لو وجب الوضوء مما مست النار لم يجز الوضوء بالماء الحار فقال أبو هريرة: يا ابن أخي إذا حدثتَ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا تضرب له مثلًا."

"نسخ جو ہوتا ہے وہ تاریخ کی ضبط کے ساتھ ہوتا ہے (یعنی تاریخ کو وضاحت کے ساتھ ہوتا ہے) اور مسلم میں کوئی تاریخ کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن موطا میں یہ ہے اس سے وضوء کا چھوڑ دینا (یعنی آگ پر پکی چیز کھانے کے بعد وضوء نا کرنا) یہ خنین میں تھا اور حنین بعد میں ہے (یعنی یہ نسخ کی دلیل ہے) اسی طرح سے حدیث جابر رضی اللہ عنہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو معاملات میں سے آخری معاملہ یہ تھا کہ آپ نے گرم چیز (کھانے کے بعد) وضوء نہیں کیا تھا، اور ترمذی میں یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس مسئلہ میں مناظرہ کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اگر وضوء واجب ہوتا ہر پکی ہوئی چیز سے جس کو بھی آگ نے چھوا ہو تو پھر گرم پانی سے وضوء کرنا جائز نہیں ہوتا تو اس پر سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میرے بچے! جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سناؤں تو اس پر کوئی مثال بیان نہ کیا کرو۔"

[اکمال اکمال المعلم شرح صحیح مسلم للابی: ۱۱۳/۲-۱۱۴، طبع: دار الکتب العلمیۃ-بیروت لبنان]

○ امام الابی رحمہ اللہ کے اس تبصرے کو امام محمد الامین بن عبد اللہ الارمی الشافعی [المتوفی:- ۱۴۴۱ ھ] نے بھی صحیح مسلم کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ کے قول کے بعد درج کیا ہے۔

[الکوکب الوہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج: ۳۱۶/۶، طبع: دار المنہاج]

یعنی کہ محمد امین الشافعی بھی امام نووی رحمہ اللہ کے اس قول کو قبول نہیں فرما رہے ہیں، بلکہ امام الابی رحمہ اللہ کا تبصرہ نقل کر رہے ہیں، جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ امام نووی رحمہ اللہ کی قول کی تردید کر رہے ہیں، سبحان اللہ۔

معلوم ہوا کہ ناسخ و منسوخ کی اصطلاح میں امام نووی رحمہ اللہ کا یہ قول شاذ ہے بلکہ امام نووی رحمہ اللہ کے بعد محدثین نے ان کے اس قول کا رد کیا ہے، امام الابی رحمہ اللہ نے جس مسئلہ پر امام نووی رحمہ اللہ نے یہ بات کہی اور دعویٔ نسخ پیش کیا لیکن جس بات سے پیش کیا اس بات کا رد کیا اور جس امر سے نسخ واقع ہوا تھا وہ دلائل

پیش کیے جیسا کہ تاریخی دلائل، اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صراحت جو کہ ناسخ و منسوخ کی پہچان کے ذرائع ہیں، جیسا کہ ہم نے پچھلے سطور میں نسخ کے ذرائع جاننے میں بیان کیے ہیں، والحمد للہ۔

اسی طرح امام نووی رحمہ اللہ کے اس قول کی تردید اس وجہ سے بھی کی گئی کتنے ہی محدثین ایسے ہیں جو ایسی روایات پہلے ابواب میں لاتے ہیں جس سے وہ احتجاج کر رہے ہوتے ہیں اور بعد کے ابواب میں ایسی روایات درج کرتے ہیں جس کی وہ تردید کر رہے ہوتے ہیں، مثلاً امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی کتاب "قرات خلف الامام" میں فاتحہ خلف الامام کے اثبات کی روایات پہلے ذکر کرتے ہیں اور ترک فاتحہ خلف الامام کی روایت بعد میں ذکر کرتے ہیں لیکن امام بیہقی رحمہ اللہ اثبات والی روایات سے حجت پکڑتے ہیں اور ترک والی روایات کی تردید کرتے ہیں۔

اسی طرح ابواب پہلے اور بعد میں (جس پر احناف کا پہلے والے ابواب کی روایات پر عمل ہے اور بعد والے ابواب کی روایات کو ترک کرے ہوئے ہیں) کو دیکھنے کے لیے محدث العصر الشیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کا مضمون دیکھیں: "محدثین کے ابواب پہلے اور بعد"

[فتاویٰ علمیہ المعروف توضیح الاحکام: ۲۵۰/۳ تا ۲۵۹، طبع: مکتبہ اسلامیہ]

عبد الغفار ذہبی صاحب نے مذہب کے تعصب میں پوری اصطلاحات ناسخ و منسوخ کا بیڑا غرق کردیا ہے ایسے اصول سے اثبات فاتحہ خلف الامام و اثبات رفع الیدین کو منسوخ ثابت کرنے چلے تھے جو کوئی قاعدہ ہی نہیں تھا، بلکہ امام نووی رحمہ اللہ کی خطا تھی جس پر آئمہ محدثین نے نکیر کی ہے۔

بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے، آمین۔